مولانا سیف الرحمٰن صاحب الفلاح

مصباح توحید

توحید ربوبیت اور توحید الوہیت میں فرق

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ توحید ربوبیت اور توحید الوہیت میں امتیاز کرے۔ کیونکہ ناخواندہ اور جاہل لوگوں کی تو کیا بات، بعض علماء اور فضلاء کو بھی اس کے سمجھنے میں غلطی ہوگئی۔ خطا کرنے والوں نے لفظ "الٰہ" کی تفسیر قادر علی الاختراع یا خالق اور مالک سے کی ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت ایسے نہیں ہے۔ بلکہ الٰہ کا اطلاق ہر معبود پر ہوتا ہے۔ خواہ وہ معبود حقیقی ہو یا باطل[1] اسی لیے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین قریش سے فرمایا۔

قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا و تملکوا بھا العرب و تدین لکم العجم۔

تم لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلو۔ اسی میں تمہاری کامیابی کا راز مضمر ہے۔ تم تمام عرب کے مالک بن جاؤ گے اور اہل عجم تمہارے زیرنگیں آجائیں گے۔

اس بات کو سن کر وہ چلا اٹھے اور کہنے لگے۔

اجعل الالھۃ الٰھا واحدا ان ھذا لشئ عجاب وانطلق الملاء منھم ان امشوا واصبروا علی الھتکم ان ھذا لشئ یراد ماسمعنا بھذا فی الملۃ الاخرۃ ان ھذا الا اختلاق[2]۔

اس (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے تمام معبودوں سے منہ موڑ کر صرف ایک معبود (اللہ کو پکارنا شروع کر دیا ہے۔ یہ تو بڑی ہی تعجب انگیز بات ہے۔ مشرکوں کے سردار وہاں سے اٹھے اور لوگوں سے کہنے لگے کہ چلیں (تم اس کے جھانسے میں نہ آجانا) اپنے معبودوں کی پرستش کرنے میں پکے رہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نبی کی دعوت کی کوئی ذاتی غرض ہے۔ ہم نے اپنے قدیم مذہب میں ایسی کوئی بات نہیں سنی۔ یہ سب کچھ جھوٹ اور مکر و فریب کا پلندا معلوم ہوتا ہے۔

لیکن جلالہ کا لفظ صرف اللہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ عرب کے مشرک الٰہ کے معنی کو ہمارے زمانہ کے مشرکوں سے زیادہ جانتے تھے۔ یہ بہت ہی بڑی مصیبت کا باعث ہے کہ

---

[1] یہ معانی لغت کے لحاظ سے ہیں۔ بعد معبود حق کے لیے الٰہ کا لفظ خاص ہوگیا۔ [2] سورۃ ص آیت ۵ تا ۷

اکثر لوگ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں لیکن اس کے معانی سے واقف نہیں ہیں
کاش! اس کے معانی سے واقفیت رکھے۔

لا الہ الا اللہ کا مفہوم

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں لا الہ تمام معبودانِ باطلہ کی نفی کرتا ہے اور" الا اللہ" معبود حقیقی اللہ جل جلالہ کے وجود کو ثابت کرتا ہے۔

اگر اس کا مفہوم سمجھ لیتے اور جان لیتے کہ اپنے صالحین اور بزرگانِ دین کی قبروں پر جو جانور ذبح کرتے ہیں۔ اور ان کی نذریں مانتے ہیں۔ یا ان کی قبروں کی مٹی کا تبرک حاصل کرتے ہیں یا وہاں پہ نماز پڑھتے ہیں یا قبروں کا طواف کرتے ہیں یا ان سے حاجتیں طلب کرتے ہیں تو گویا کہ ان لوگوں کو اپنا الہ اور معبود تصوّر کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے ماسوا کسی ہستی کو الہ اور معبود تصور کرنا سراسر شرک ہے اور ناجائز ہے۔ تو ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بھی شرک اکبر میں مبتلا ہیں۔ اور مشرک کے متعلق اللہ کا قطعی فیصلہ ہے۔

انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماواہ النار وما للظالمین من انصار[1]

جو شخص اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے تو اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے (مرنے کے بعد) اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ ایسے ظالموں کا ان پر کوئی مدد گار نہیں ہوگا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معانی:- کاش! وہ اس بات کو جان لیتے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ کا مطلب یہ ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں ان کی اطاعت اور تابعداری کی جائے اور جس بات کی آپ نے خبر دی ہے اس کی تصدیق کی جائے اور جس کام سے آپ نے منع فرمایا اور زجر و توبیخ فرمائی ہے اس سے اجتناب کیا جائے۔ اور اللہ کی یوں عبادت کرے جیسا کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع قرار دیا ہے۔ اپنی خواہشات اور حرص و ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر عبادت کرنا نہیں ہے۔ نیز اللہ کے درج ذیل فرمان پر غور و فکر کرتے۔

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا[1]

جس بات کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں اس پر سختی سے عمل کرو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم

---

[1] سورۃ حشر آیت نمبر ۷

حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما ۔[۱]

بخدا وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے جھگڑے اور نزاع میں آپ کو جج اور قاضی تسلیم نہیں کرتے ۔ پھر آپ کے فیصلے سے اپنے دلوں میں گرانی اور بوجھ محسوس نہ کریں بلکہ بصد خوشی آپ کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔

نیز ارشاد باری تعالےٰ ہے ۔

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم ۔[۲]

جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے مبادا کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائیں یا دردناک عذاب انہیں گھیرے ۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔

من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد ۔

جو شخص ایسا کام کرتا ہے جو ہمارے حکم کے خلاف ہو تو ایسا عمل مردود اور ناقابلِ قبول ہے ۔

ایک حدیث میں یوں ذکر آیا ہے ۔

علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی عضوا علیھا بالنواجذ و ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ (ابوداؤد ۔ ترمذی)

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو ۔ ان پر سختی سے کاربند رہو ۔ دین میں نئے امور اختیار کرنے سے بچنا کیونکہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور بدعت گمراہی کی موجب ہے ۔

کچھ بدعات کا ذکر :۔ اگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلب اور مفہوم سے پوری طرح آگاہ ہو جاتے تو ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کی اکثر نمازیں ، دعائیں ، اذکار اور وظائف جو بعض فقہاء اور بے خبر صوفیوں کے ایجاد کردہ ہیں بدعات میں شامل ہیں ۔ اور گمراہی کے موجب ہیں ۔ ان کے متعلق اللہ نے کچھ حکم نہیں فرمایا بلکہ ان کے اپنی طرف سے ایجاد کردہ ہیں جیسا کہ اللہ کے مفرد نام کا وظیفہ کرتے ہیں اور اللہ اللہ یا یاھو یاھو کا وظیفہ کرتے ہیں ۔ اسی طرح مریدوں کا حلقہ باندھ کر بیٹھنا اور ایسے نئے ایجاد کردہ اذکار کا وظیفہ کرنا ، جو اپنے زعم باطل میں تصور کرتے ہیں کہ ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں ۔

---

[۱] سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵ ۔ [۲] سورۂ نور آیت نمبر ۶۳ ۔

اسی طرح صلوٰۃ الرغائب[1] اور حزب البحر وغیرہ سب بدعات ہیں نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و توصیف میں قصیدے پڑھنا، صلوٰتیں پڑھنا اور مناجات وغیرہ کا منبروں پر چڑھ کر صبح کی نماز سے پہلے پڑھنا اور جمعرات اور جمعہ کو صلواتیں پڑھنا اور صلوٰۃ کے ایسے صیغے ذکر کرنا جن کا حدیث میں ذکر نہیں - مثلاً

اللھم صلی علی محمد عدد ما فی علم اللہ صلوٰۃ دائمۃ بدوام ملک اللہ -

الٰہی ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر اس قدر رحمت نازل فرما جتنی تیرے علم میں ہے - ایسی رحمت نازل فرما جو ہمیشہ باقی رہے - جب تک اللہ کا ملک باقی رہے اس وقت تک تیری رحمت برقرار رہے اسی طرح یہ کہنا -

اللھم صلی علی محمد کلما ذکرک الذاکرون وغفل عن ذکرک الغافلون -

الٰہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما جب تیرا ذکر کرنے والے تجھے یاد کریں اور جب تیرے ذکر سے غافل لوگ غافل رہیں - کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوٰۃ پڑھنا اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ہے - یہ کیسے نہ ہو اللہ نے اپنی مقدس کتاب میں ہمیں حکم دیا ہے کہ

ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما[2]

اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں - اے ایمان والو تم بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام بھیجو -

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر صلوٰۃ بھیجنے کے لیے خاص الفاظ ہیں جو کتبِ حدیث میں مذکور ہیں - اس کے لیے نئے الفاظ کی اختراع کی ضرورت ہرگز نہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنا ایک قسم کی عبادت ہے اور عبادت کی بنیاد توقیفی ہے - یعنی جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے مطابق کرنی چاہیے -

---

[1] اسی طرح دعائے گنج العرش اور درود ماہی وغیرہ کا حال ہے - سیف الرحمٰن الفلاح سب سے بری اور قبیح عادت جمعہ کی نماز کے بعد صلوٰۃ ظہر پڑھنا ہے - اور دلیل یہ پیش کرنا کہ جمعہ پڑھنے والوں کی تعداد چالیس سے کم ہے یا مقتدی قراءت اچھی طرح نہیں پڑھ سکے یہ بدعت و گمراہی کا موجب ہے اور کفر کا باعث ہے اگر جمعہ کے بعد صلوٰۃ ظہر کو پڑھنا فرض تصور کرے - اگر سنت تصور کرے تو بدعت اور گمراہی کا موجب ہے - [2] سورہ احزاب آیت نمبر ۵۶ -

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے الفاظ:۔ درود کے الفاظ جو حدیثوں میں مذکور ہیں ان میں سے ایک روایت امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں ذکر کی ہے جو ابن نمیر سے ہے۔ وہ روح بن عبادہ سے اور عبداللہ بن نافع الصائغ سے بیان کرتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم یوں کہو۔

اللھم صلی علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما صلیت علی آل ابراھیم وبارک علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما بارکت علی آل ابراھیم انک حمید مجید (صحیح مسلم ج ۱۔ ص ۱۷۵)

الٰہی ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات پر اور آپ کی اولاد پر بھی رحمت نازل فرما جیسا کہ آپ نے آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد پر یوں برکت نازل فرما جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر نازل فرمائی ہے۔ تو تعریف کے لائق ہے اور بزرگی والا ہے۔

نیز جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدری کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنے کے متعلق تو جان لیا ہے۔ اب آپ فرمائیں آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھا جائے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم یوں کہو۔

اللھم صلی علی محمد عبدک و رسولک کما صلیت علی ابراھیم و بارک علی محمد و آلِ محمد کما بارکت علی آلِ ابراھیم ۔

الٰہی ! اپنے بندے اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں رحمتیں نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائی ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد پر یوں برکتیں نازل فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم علیہ السلام پر برکتیں نازل فرمائیں ہیں۔

قبر پرستوں کے شبہات اور ان کی تردید:۔ گزشتہ صفحات میں ہم نے یہ بات ذکر کی ہے کہ ایک مسلمان نے یہ ضروری ہے کہ توحید الوہیت اور توحید ربوبیت میں امتیاز کرے اور دونوں کو الگ الگ پہچانے کیونکہ ایک موحد شخص جب ان کی نئی نئی عبادات اور قبروں کے سامنے کئی قسم کی تضرع اور عاجزی کا اظہار کرنے والے کو برا محسوس کرتا ہے۔ اور ان کو کہتا ہے کہ تمہارا یہ کام مشرکانہ ہے تو وہ ناک بھویں چڑھاتے ہیں اور برہم ہو کر کہتے ہیں کہ ہم کو تم مشرکوں میں سے کیسے

شمار کرتے ہو؟ ہم تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ۔ اللہ تعالےٰ ہمارا خالق و رازق ہے وہی ہمیں مارتا ہے اور وہی ہمیں زندہ کرتا ہے نفع و نقصان اس کے ہاتھ میں ہے ہم نے مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ہمارے کام کی غایت یہ ہے کہ ہم انبیاء اور صلحاء کو اپنے رب تصور نہیں کرتے بلکہ ان کو رب سے سفارش کنندہ تصور کرتے ہیں ۔ جو اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے ۔ ہم گناہوں کی نجاست میں ملوث ہیں ۔ ہمیں یہ جرأت اور ہمت نہیں پڑتی کہ اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کو معاف کرانے کی درخواست کریں یا اپنی حاجتوں کو پورا کروانا یا تکلیف ہٹانے کی درخواست کریں ۔ ہم توان کو اپنے سفارشی تصور کرتے ہیں وہ اللہ کے درمیان ہمارا وسیلہ ہیں ۔ کیونکہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ اللہ کے ہاں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے ۔ جیسا کہ کسی وزیر کا بادشاہ کے ہاں مرتبہ ہوتا ہے کیونکہ رعایا کے لوگ جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں یا ان پر کوئی ظلم و ستم کی تلوار اٹھاتا ہے ۔ تو وہ براہِ راست بادشاہ کے پاس جاکر فریاد نہیں کرتے ۔ وہ کسی وزیر یا بادشاہ کے کسی مقرب کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں تاکہ بادشاہ کے ہاں ان کی سفارش کرے یا وزیر کی سفارش تلاش کرتے ہیں تاکہ بادشاہ انکی حاجتوں کو پورا فرمائے اور ان کو ظلم اور عدوان سے روکے ۔

مذکورہ شبہ کا ازالہ :۔ ہم ان جاہلوں کو کہتے ہیں کہ تمہارا یہ عقیدہ بالکل مشرکین جیسا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے زمانۂ ماضی کے مشرکوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ۔

ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون۔[1]

یہ مشرک لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں جو کسی کا نقصان کرنے پر قادر ہیں نہ نفع پہنچانے پر وہ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے ۔ آپ ان سے دریافت کریں کیا تم اللہ کو ایسی باتیں بتانا چاہتے ہو جن کو زمین و آسمان کا کوئی فرد نہیں جانتا (یہ لوگ درحقیقت) ان کو اللہ کے شریک بناتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ایسا شریک بنانے سے پاک ہے ۔

ایک اور آیت میں ان کے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ۔

والذین اتخذوا من دون اولیاء مانعبد ھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی[2]

---

[1] سورۂ یونس آیت نمبر ۱۸ [2] سورۂ زمر آیت نمبر ۳ ۔

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور معبود بنائے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا حقیقی معبود اللہ ہی ہے۔ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

ان مشرکوں کا یہ عقیدہ کہ اللہ خالق اور رازق ہے ان کے کسی کام نہ آیا اور نہ ان کے جان و مال کی حفاظت کے کام آیا۔ کیونکہ وہ بتوں کی عبادت اس غرض سے کرتے تھے تاکہ ان کو اللہ کا قرب حاصل ہو جائے اور وہ ان کی سفارش کریں۔ وہ بتوں کی عبادت یہ سمجھ کر نہیں کرتے تھے کہ یہ ہمارے خالق[1] اور رازق ہیں جو شخص قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اس پر غور و فکر کرتا ہے تو اس پر یہ بات مخفی نہیں رہتی۔

خالق کی مخلوق سے تشبیہ:۔ ان جاہلوں نے اللہ رب العزت کو انسانی بادشاہوں کے مشابہ قرار دیا۔ ان لوگوں نے رب العالمین کو مخلوق کے بادشاہ کے مشابہ قرار دیا جو نجس اور گندے پانی سے پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے سب سے زیادہ عادل اور ارحم الراحمین ہستی کو مخلوق کے بادشاہ کی مانند تصور کیا جو بعض اوقات بڑا ظالم اور جور و جفا کا خوگر ہوتا ہے۔ اللہ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دی اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے ان کا وسیلہ تلاش کیا۔ اور ان کو اللہ کے نزدیک اور اس کے ہاں سفارشی تصور کیا۔ ان لوگوں نے دو گناہوں کا بیک وقت ارتکاب کیا۔ ایک تو اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ دوسرا اسے مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی کیا ان کو اس بات کا علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے امور کو مخلوق کے امور پر قیاس نہیں کیا جا سکتا؟ اسی طرح اللہ جو ہر شے کا مالک ہے اور اس کے مملوک کو ایک دوسرے پر قیاس نہیں کر سکتے۔

[1] کیونکہ جو شخص مشرکوں کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے اور ان کے فہم و فراست کا اسے علم ہوتا ہے تو وہ یہ کبھی تصور نہیں کر سکتا کہ یہ لوگ ایسے ہاتھوں سے پتھر کے بت تراش کر کہنے لگیں کہ یہ ہمارے خالق اور رازق ہیں اور ہمارے سب کام کرتے ہیں۔ ایسا کوئی فرد شخص نظر نہیں آئے گا۔ جس کا یہ عقیدہ ہو یہ عقیدہ گزشتہ زمانہ کے بت پرستوں میں تھا نہ دور حاضر کے قبر پرستوں کا ہے کہ یہ ان کے خالق و رازق ہیں۔ بلکہ وہ ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے تھے کہ یہ نیک لوگوں کے مجسمے ہیں اور ان کی عبادت سے ان کی غرض و غایت ان کا قرب حاصل کرنا تھا تاکہ وہ اللہ کے ہاں ان کی سفارش کر سکیں۔ جیسا کہ قرآن پاک نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور وضاحت کی ہے۔

کیونکہ انسانی بادشاہ بسا اوقات اس ظلم و ستم سے بے خبر ہوتا ہے جو متوسل وزیر کے ذریعے بیان کرتا ہے یا اسے علم ہوتا ہے کہ یہ ظلم و زیادتی اس کے کسی بیٹے یا رشتہ دار نے کی ہے جن کے جذبات اور احساسات کو وہ مجروح کرنا پسند نہیں کرتا۔ یا خود اس نے ہی ظلم و ستم کا ہاتھ اٹھایا ہوتا ہے۔ اب آپ ہی بتائیے ایسی مخلوق کو خالق کے احکام سے تشبیہ دی جا سکتی ہے؟

کیا اللہ اس ظلم و ستم سے بے خبر ہے جو اس کے بندے کے ساتھ ہوا یا وہ اس کی حاجت سے بے خبر ہے یا اسے اس کی تکلیف کا علم نہیں۔ حالانکہ وہ خود کہتا ہے۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ [1]

اسے خیانت کرنے والی آنکھوں کا علم ہے اور جو کچھ انسانوں کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی آگاہ ہے۔

کیا وہ کسی پر ظلم کر سکتا ہے؟ یا اس کے کوئی قرابتدار ہیں جو بندوں پر جور و جفا کرتے ہیں، کیا اللہ کا کوئی وزیر، مددگار اور معاون ہے تاکہ بندے اس کو وسیلہ بنائیں اور یہ وزیر اور مددگار اللہ کے ہاں ان کی سفارش کرے۔ یہ قیاس بہت برا اور فاسد ہے۔ یہ لوگ نہایت جاہل ہیں اور اللہ کی ہستی کے ساتھ کفر و شرک کرتے ہیں۔

شریعت کی تبلیغ کے سوا خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ آپ بتائیں ہمیں واسطہ اور وسیلہ کی کونسی ضرورت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید [2]

ہم انسان کی شاہ رگ سے بھی نزدیک تر ہیں۔

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان [3]

(حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) جب میرے بندے آپ سے دریافت کریں کہ اللہ کہاں ہے، (تو آپ ان کو بتلا دیں) اللہ بالکل قریب ہے جب کوئی شخص دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

انبیاء اور رسول، تبلیغ شریعت کے معاملہ میں اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں لیکن تکلیف کو دور کرنے یا جلب منفعت کی خاطر انبیاءؑ کا اولیاء کو واسطہ بنانا مشرکوں کا عقیدہ ہے۔ اللہ اور بندے کے درمیان واسطہ کی کیا ضرورت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

[1] سورۃ غافر آیت نمبر ۱۹ [2] سورۃ ق آیت نمبر ۱۶ [3] سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۶۔

ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین [1]

تم مجھے پکارو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے انکار کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

نیز فرمایا:-

واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیومنوابی لعلہم یرشدون [2]

جب میرے بندے آپ سے دریافت کریں کہ اللہ کہاں ہے تو آپ ان کو بتا دیجئے کہ اللہ کوئی دور نہیں وہ نزدیک ہی ہے۔ وہ دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ ان کو بھی چاہیے کہ اللہ کے احکام کو قبول کریں اور اسی پر ایمان لائیں تاکہ رشد و ہدایت حاصل کر سکیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔

من لم یسأل اللہ یغضب علیہ۔

جو شخص اللہ سے کچھ نہیں مانگتا وہ اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔

جب کہ ایک اور حدیث میں مذکور ہے۔

ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ۔

جب تم اللہ سے دعا کرو تو تمہیں اس بات کا یقین ہونا چاہیے کہ وہ تمہاری دُعا کو قبول فرمائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم انبیاء کو پکارو تاکہ وہ تمہارے لئے اللہ سے مدد طلب کریں یا انبیاء اور صلحاء کا وسیلہ بناؤ کہ وہ تمہارے لیے اللہ سے کچھ طلب کریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے توسل کا کوئی ثبوت نہیں انبیاء کا ایک دوسرے سے توسل کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا لے اور تابعین اور ائمہ سے وسیلہ پکڑنے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

توسل کی دو قسمیں ہیں:- ایک مشروع اور دوسری ممنوع۔ پھر مشروع توسل دو اقسام میں منقسم ہے۔

[1] سورۃ غافر آیت نمبر ۶۰۔ [2] سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۶

قسم اوّل :- اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور نیک اعمال کو وسیلہ بنانا اس وسیلہ میں کسی کو اختلاف نہیں لہٰذا وسیلہ خواہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہو یا آپ کے رحلت فرمانے کے بعد ہو جائز ہے ۔

قسم ثانی :- نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا وسیلہ جب کہ آپ اس عالم رنگ و بو میں تشریف فرما تھے ۔ جب کہ کوئی سائل نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سوال کرے کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے صحتِ کاملہ سے نوازے جیسا کہ ایک دیہاتی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی آپ بارش کی دعا فرمائیں نیز جیسا کہ ایک نابینا صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ میری آنکھوں میں نورِ ابصار عطا فرمائے [1]

---

[1] حدیث اعمیٰ پایۂ صحت تک نہیں پہنچ سکی ۔ اس حدیث کے راوی عثمان بن حنیف ہیں الانسان میں مذکور ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ابوجعفر رازی ہے جس کا حافظہ درست نہیں تھا۔ اسے اکثر وہم ہو جاتا تھا۔ جب وہ اکیلا بیان کرے تو اس کی بیان کردہ حدیث قابلِ حجت نہیں ہوتی ۔

بالفرض ہم اسے صحیح تسلیم کرتے ہیں تو اس صورت میں اس نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کو وسیلہ بنایا ہے ۔ کیونکہ عثمان بن حنیف سے مروی ہے ایک نابینا شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، اللہ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ وہ مجھے تندرستی عنایت فرمائے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس بات کو پسند کرو کہ میں دعا کرنے میں تاخیر سے کام لوں تو میں تاخیر کرتا ہوں جو تیری آخرت کے لیے فائدہ مند ہوگا لیکن اگر تم ابھی دعا کرانے کے خواہاں ہو تو میں ابھی تمہارے لیے دعا کرتا ہوں ۔ وہ کہنے لگا بس ابھی دعا فرمائیں تو بہتر ہے ۔ آپ نے اسے حکم فرمایا کہ وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو ۔ پھر اسے دعا کرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ حدیث بھی مذکور ہے تو یہ حدیث اس امر کی ہے کہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو توسل جائز ہے لیکن یہ آپ کی زندگی مبارک میں تھا اور زندگی میں نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر صالح اور نیک لوگوں سے دعا کرانا جائز ہے اور اس کا وسیلہ بنانا جائز ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں ۔ لیکن اس حدیث میں ذکر نہیں کہ تجھ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کے واسطہ سے یا ان کے

نیز جیساکہ ایک سیاہ لونڈی جو مصروع یعنی مرگی کی بیماری میں مبتلا تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالٰی مجھے اس بیماری سے شفا بخشے۔ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم صبر سے کام لو گی تو اس کا اجر بے پایاں ہے لیکن اگر صبر نہیں کر سکتی تو تمہارے لیے دُعا کرتا ہوں۔ اس نے صبر کرنے کو ترجیح دی نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں میرے لیے دعا فرمائیں کہ جب مجھ پر صرع کا دورہ پڑے تو میں بے پردہ نہ ہو جاؤں یہ توسل جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا تھا۔ آپ کی رحلت کے بعد ختم ہو گیا۔ اب کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس آکر اپنی حاجت کا سوال کرے گناہ سے معافی کی درخواست کرے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کی خلافت کے زمانہ میں قحط سالی کے آثار رو نما ہو گئے۔ بارش کا کافی مدت تک ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے استسقا کی دُعا کرنا چاہی۔ وہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے پاس گئے۔ اور انہیں کہا کہ آپ اللہ کی بارگاہ میں بارش کی دعا فرمائیں اور یہ بات بھی کہی کہ۔

اللهم انا كنا اذا اجدبنا نتوسل اليك بنبينا فتسقينا و انا نتوسل اليك بعم نبينا۔

الٰہی ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب قحط سالی ہوتی تھی تو ہم اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کیا کرتے تھے۔ تو بارش نازل کیا کرتا تھا۔ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود نہیں وہ دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں اس لیے، اب ہم آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ، کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔ تو ہم پر باران رحمت نازل فرما دیجیئے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد آپ کا وسیلہ پکڑنا جائز ہوتا تو صحابہ کرام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ، کا وسیلہ بناتے۔ یہ ایسی وضاحت ہے جو ہر آدمی کے ذہن میں بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے۔ مگر جس کی آنکھوں پر تعصب اور عناد کی پٹی بندھی ہو اور گمراہ لوگوں کا راستہ اختیار کرے اسے کچھ سمجھ نہیں آسکتی اور وہ اپنی ضد پر مصر رہے گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) جاہ وحشمت کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں۔ اگر میرا ایسے الفاظ ہوتے تو ان کا استدلال صحیح تھا۔ لیکن یہاں پر تو ایسی کوئی بات نہیں۔

آپ کی مزید تسلی اور تشفی کے لیے کچھ انبیاء کی دعائیں ذکر کرتے ہیں۔

دیکھو جب حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی سرزد ہوئی تو اس کی معافی کے لیے بارگاہِ ایزدی میں یوں دعا فرمائی۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ [1]

اے ہمارے پروردگار ہم نے (جنت کا پھل کھا کر) اپنی ہی جان پر ظلم کیا۔ اب اگر تو نے ہمیں اس غلطی کی معافی نہ دی گئی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم یقیناً خسارہ اور گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

اس دعا میں حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دعا کیلیے وسیلہ نہیں بنایا جیسا کہ بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے اور اس سلسلہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سے ایک روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

جب حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی سرزد ہوئی تو انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا فرمائی۔ یا الٰہی! میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری غلطی کو معاف فرما۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا آپ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے جانا؟ حالانکہ ابھی تک تو میں نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے جواب دیا یا الٰہی۔ جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اُٹھا کر اوپر دیکھا تو عرش کے ستونوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں محسوس کیا کہ ایسا شخص جس کا نام نامی اور اسم گرامی تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے وہ یقیناً تجھے تمام جہان سے محبوب ترین ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام آپ کی بات تو بالکل صحیح ہے وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اچھا تم نے اس کے حق کا واسطہ دے کر سوال کیا ہے میں نے تمہیں بخش دیا اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی نہ ہوتا تو میں تمہیں کبھی پیدا نہ کرتا۔

یہ روایت حاکم نے اپنی مستدرک میں بیان کی ہے۔

---

[1] سورہ اعراف آیت نمبر ۲۳۔

علماء نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ حاکم کی تصحیح بے معنی ہے۔ کیونکہ وہ حدیث کی صحت کے معاملہ میں نہایت نرم تھے حتیٰ کہ بعض محققین نے ان پر فاسد عقیدہ ہونے کا الزام لگایا ہے۔

امام ذہبی نے مستدرک پر تعلیق میں اس حدیث کے متعلق خصوصیت سے لکھا ہے کہ

{ یہ حدیث موضوع ہے اور موضوع حدیث کسی مسئلہ میں بطور حجت پیش نہیں کی جا سکتی بلکہ ضعیف حدیث سے بھی کسی مسئلہ میں استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ }

پیغمبروں کی دعائیں :- اس سے پہلے آپ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا پڑھ چکے ہیں اب حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا ملاحظہ کیجئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے یوں دُعا کی۔

رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمومنین والمؤمنات ولا تزد الظلمین الا خسارا [1]

اے میرے پروردگار مجھے بخش اور میرے والدین کی بخشش فرما جو شخص میرے گھر میں ایمان لانے کی حالت میں داخل ہوا اور دیگر مومن مردوں اور عورتوں کی بخشش فرما۔ ظالموں کو نیست و نابود فرما۔

- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا کی تھی۔

رب اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب [2]

- اے میرے پروردگار مجھے اور میرے والدین کی بخشش فرما اور تمام مومنوں کی بخششیں فرمائے جب قیامت کے روز حساب کتاب ہوگا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا کا اللہ نے یوں تذکرہ فرمایا ہے۔

وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین [3]

- حضرت ایوب علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں یوں دعا کی الہٰی! مجھے تکلیف پہنچی ہے تو سب سے زیادہ رحم و کرم فرمانے والا ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں بند ہوئے تو وہاں انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ یہاں پر اللہ کے بغیر کوئی میری مدد نہیں کر سکتا اور نہ میری فریاد رسی کر سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے سمندر، رات اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا فرمائی۔

لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین [4]

---

[1] سورۂ نوح آیت نمبر ۲۸ [2] سورۂ ابراہیم آیت نمبر ۴۱ [3] [4] سورۃ النساء آیت ۸۷

الٰہی! تیرے سوا کوئی ہستی عبادت کے لائق نہیں۔ تیری ذات ہر قسم کے عیوب نقائص سے پاک ہے۔ میں نے ہی یہ غلطی کرتے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔

حضرت ذکریا علیہ السلام نے یوں دعا فرمائی۔

رب لا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین [1]

الٰہی! مجھے بغیر اولاد کے اکیلا نہ رہنے دیں (مجھے اولاد عنایت فرمائے) اولاد تو عارضی وارث ہوتی ہے، سب سے بہتر وارث تو تو ہی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے یوں دُعا کی تھی۔

رب قد آتیتنی من الملك وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السمٰوٰت والارض انت ربی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین [2]

میرے پروردگار تو نے مجھے بادشاہت عطاء کی ہے اور خوابوں کی تعبیر کا علم دیا ہے۔ تو زمین و آسمان کو معرض وجود میں لانے والا ہے۔ تو دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے اب میری خواہش ہے کہ مجھے اسلام کی حالت میں موت آئے اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دیجئے

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار دعائیں کتب حدیث میں مذکور ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

اللھم انی اسألك العافیۃ فی دینی و دنیای و اھلی ومالی وبدنی ... الی آخر الدعاء۔

الٰہی! میں تجھ سے اپنے دین و دنیا کی خاطر اور اپنے اہل و مال اور بدن کی خیر و عافیت کا سوال کرتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

اسی طرح دعائے سید الاستغفار جو بہت مشہور دعا ہے علاوہ ازیں مندرجہ ذیل دعا۔

اللھم انا ندعوك كما امرتنا فاستجب لنا وعدتنا اللھم اقسم لنا من خشیتك ماتحول بہ بیننا و بین معاصیك ومن طاعتك ما تبلغنا بہ جنتك ومن الیقین ماتھون بہ علینا مصائب الدنیا ۔ اللھم متعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا ما احییتنا واجعلہ الوارث منا۔ الخ

الٰہی ہم تیری بارگاہ میں یوں دعا کرتے ہیں جیسا تو نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ تو ہماری دُعا کو شرفِ قبولیت بخش جیسا کہ تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے الٰہی ہمارے دلوں میں اپنا خوف و خشیت پیدا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو کر ہمیں گناہ سے بچائے۔ اور

[1] سورۃ النساء آیت نمبر ۸۷ ۔ [2] سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۱ ۔

ہمارے دلوں میں تیری اطاعت اور فرمانبرداری کا ایسا جذبہ عنایت فرما جس کی بدولت تو ہمیں جنت میں پہنچا دے اور ہمارے دلوں میں ایسا یقین پیدا فرما جس کے ذریعہ دنیا کی مصائب کا بوجھ ہم پر ہلکا معلوم ہو۔ الہٰی ہمارے کانوں کی قوتِ سماعت اور آنکھوں کی قوتِ بصارت اور دیگر سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عنایت فرما۔ جب تک ہم زندہ رہیں ہماری ان قوتوں کو برقرار رکھ اور دینی اور دنیاوی امور میں ہمارا کوئی وارث بنا۔ ۔ ۔ الخ۔

ان لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو قرآنِ پاک سے یا کسی صحیح حدیث سے ثابت کرے کہ بزرگوں اور صلحاء کا توسل جائز اور مشروع ہے۔ یا انبیاء کے توسل کا کہیں ذکر ہے چہ جائیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یا کسی اور سے استغاثہ اور فریاد رسی کی درخواست کی جائے۔ یہ یقینی بات ہے کہ استغاثہ بغیر اللہ شرک ہے لیکن غیر اللہ کا توسل کفر نہیں تاہم بدعت ضرور ہے۔

اعمال صالحہ کا توسل: نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک حدیث میں تین اشخاص کا واقعہ مذکور ہے جو ایک غار میں بند ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنے والدین سے نیکی کرنے کو وسیلہ بنایا۔ دوسرے نے زناکاری سے بچنے کو وسیلہ بنایا۔ تیسرے نے مزدور کی اجرت کا وسیلہ پیش کیا جو ناراض ہو کر چلا گیا اور مزدوری لے کر نہ گیا کافی مدت کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس نے اسے کافی مال و دولت دیا اور کہا یہ سب کچھ تمہارا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال کا وسیلہ جائز ہے اور اس سے کسی نے منع نہیں کیا۔

فابتغوا الیہ الوسیلۃ سے وسیلہ کا جواز اور اس کا جواب: بعض لوگ وسیلہ کے جواز میں مندرجہ ذیل آیت پیش کرتے ہیں

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی وسیلہ تلاش کرو۔

لیکن ان کا یہ استدلال بے معنی ہے۔ کیونکہ یہاں وسیلہ سے مراد یہ ہے کہ نیک اعمال کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرو یا اس کے اسماء اور صفات کو وسیلہ بناؤ، جیسا کہ ہم مشروع توسل کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں۔ وسیلہ سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ ہم انبیاء، صلحاء، اور شہداء کو درمیان میں وسیلہ بنائیں جیسا کہ اہلِ بدعت کہتے ہیں کہ اس وسیلہ کا اللہ تعالےٰ نے

ہمیں حکم دیا ہے اور اس آیت کی تفسیر اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ثبوت ملتا ہے ۔ اور ہم ان سے سوال کرتے ہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو سفارش کرنے کا اختیار دے رکھا ہے ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش :- ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے منکر نہیں بلکہ ہم تو کئی سفارشوں کی قائل ہیں ۔ سب سے بڑی سفارش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے روز ہو گی تاکہ لوگوں کو ہول عظیم سے رہائی نصیب ہو ۔ یہ سفارش صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ مخصوص ہے کوئی اور نبی اس وقت سفارش کی جرأت نہیں کرے گا اس کے علاوہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور سفارش کریں گے ۔ موحد لوگ جنہوں نے شرک سے اجتناب کیا اور توحید پہ پختہ رہے اپنے کسی گناہ کی پاداش میں جہنم میں داخل ہوں گے ۔ ایسے لوگوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے کہ انہیں جہنم سے خلاصی دی جائے ۔ اسکے علاوہ ایک اور سفارش ہو گی جس کے ذریعے مومنوں کو جنت میں درجات بلند نصیب ہوں گے ۔ لیکن اس شفاعت کا اعتقاد رکھتے ہوئے کسی مسلمان کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش طلب کرے یا ان سے گناہوں کی معافی مانگے ۔ مثلاً یہ کہے اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری سفارش فرمائیے ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے گناہ معاف فرمائیے ۔ میری فریاد رسی کیجئے ۔ جو لوگ مجھ پر ظلم وستم کرتے ہیں ان سے بچنے کے لیے آپ کی پناہ چاہتا ہوں ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمت میں آپ کی شفاعت کا سوال کرتا ہوں ۔ یہ تمام امور ناجائز ہیں ۔

بلکہ یوں کہنا چاہیے الٰہی ! مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش نصیب فرما ۔ الٰہی ! میرے متعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول فرما ۔ الٰہی ! مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے محروم نہ فرما ۔

جب کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر کہے کہ آپ میری سفارش کیجئے یا میری مدد کیجئے یا میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں تو دیگر اولیاء اور صلحاء سے مخاطب ہو کر سوال کرنا اور سفارش طلب کرنا ناجائز اور ممنوع ہے ۔